رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے ۸ سات روپے

فہرست مضامین

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

جلد ۶ | ۳ ستمبر ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | ۲۶ ذیقعد ۱۳۳۶ھ | نمبر ۱۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالی بخیروعافیت ہیں۔ خطبہ جمعہ میں حضور نے اپنی جماعت کو اپنے کاموں میں استقامت اختیار کرنے کی تلقین فرمائی اور استقلال کے ساتھ کام کرنے کی خوبیاں نہایت واضح الفاظ میں دل نشین کرائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی سالانہ جلسہ ۱۹۱۷ء کی تقریریں چھپ کر شائع ہوگئی ہیں۔

یکم دسمبر کو کسی قدر بارش ہوئی۔

چونکہ آجکل موسم مرطوب ہے۔ اور ملیریا وغیرہ کے ایام ہیں۔ اس لئے گلیوں کوچوں اور نالیوں کی صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

سکنی یا زرعی زمین کے خریداروں کیلئے اعلان

(از حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

جو لوگ قادیان یا قادیان کے گردو نواح میں زمین سکنی یا زرعی خریدنا چاہیں۔ اُن کو ہدایت کیجاتی ہے۔ کہ وہ خرید و فروخت زمین کا معاملہ خود بخود نہ کریں۔ کیونکہ اس سے احتمال ہے۔ کہ آپس کے مقابلہ میں زمین کی قیمت غیر معمولی طور پر زیادہ ہو جاوے۔ اور اس قدر قیمت گراں ہو جاوے کہ ضروریات کے لئے زمین کا حاصل کرنا قریباً قریباً ناممکن ہو جاوے۔ اور احمدی جماعت اور احمدی افراد کو سخت نقصان ہو۔ اس نقصان سے بچنے کے لئے اور علاوہ ازیں خریداروں کو دھوکہ سے بچانے کے لئے ایک انجمن تجویز کی گئی ہے سو تمام خرید و فروخت اس انجمن کی معرفت ہونی چاہیے اس سے زمین کا بھاؤ ایک معقول حد سے بڑھ نہیں سکیگا۔ اور بعض دفعہ جو لوگ ناواقفیت کی وجہ سے نقصان اٹھاتے ہیں۔ اس سے محفوظ ہو جائیں گے۔ اس اعلان کے بعد ناجائز ہوگا اگر کوئی احمدی کوئی زمین بطور خود بغیر اطلاع اس انجمن کے خریدے یا بیع کرے۔ اس انجمن کے ممبر فی الحال میں نے مفصلہ ذیل احباب مقرر کئے ہیں۔ مولوی شیر علی صاحب۔ مرزا شریف احمد صاحب۔ چودھری حاکم علی صاحب۔ مولوی فضل الدین صاحب چودھری فتح محمد صاحب

اس کے سکرٹری چودھری فتح محمد صاحب ہونگے اور آئندہ اگر کوئی تغیر ہو گا۔ تو اس سے بذریعہ اخبار اطلاع دیجایا کرے گی۔ امید ہے۔ اس انجمن کی مدد سے زمین خریدنے والوں کو بہت فائدہ ہو گا۔ کیونکہ اس طرح وہ دھوکہ سے بچ جاوینگے۔ جس کی مثالیں پچھلے دنوں کئی میرے سامنے آئی ہیں۔ اسی طرح زمین فروخت کرنے والوں کو بھی فائدہ ہو گا۔ کیونکہ اب اُن کے لئے گاہک تلاش کرنا مشکل ہوتا ہے آئندہ یہ مشکل اُن کی اس انجمن کی مدد سے حل ہو جاویگی

خاکسار مرزا محمود احمد

موصی صاحبان توجہ کریں

جو احباب اللہ تعالےٰ کی رضا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ الوصیت کی تعمیل میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وصیت کرتے ہیں یا جنہوں نے وصیت کی ہوئی ہے ان کیلئے خط وکتابت میں جو وصیت کے متعلق ہو۔ اپنی وصیت کا نمبر نہ دینے کے باعث بعض اوقات سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے آئندہ اس امر کا تمام خط وکتابت میں پورا لحاظ رکھیں

خاکسار یعقوب علی خلوم مقبرہ

احمدیان کٹک کی مشکلات

کٹک کے احمدی احباب آجکل خاص آزمائشوں میں سے گذر رہے ہیں۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ ان پر مخالفین کی طرف سے جو ظلم وستم ہو رہے ہیں۔ ان کی اطلاع مخالفین ہی کی زبانی ہم تک پہنچ چکی ہے۔ اب یہ افسوسناک خبر سننے میں آئی ہے۔ کہ چار گانوں کے احمدیوں کو مجسٹریٹ ضلع نے ان کے گانوں کی مسجدوں کے متعلق یہ کہا ہے کہ اپنے حقوق عدالت دیوانی کے ذریعہ ثابت کریں ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے احمدی بھائیوں کو ان مشکلات میں صبر واستقلال کی توفیق بخشے اور

نظم
ہم نہیں حق کے چھپانیوالے

ازجناب مولوی ابو محمد محفوظ الحق صاحب

شان اسلام دکھانیوالے | کفر کا زور گھٹانیوالے
شرک و بدعت کے مٹانیوالے | راہ سنت کے دکھانیوالے

شکر صد شکر کہ آئے ہم میں
وہ بڑی شان کے آنیوالے

حق کی چمکار نظر آتی ہے | منہ چھپاتے ہیں چھپانیوالے
واعظوں میں بھی صداقت نہ رہی | بکنے خود راہ دکھانیوالے
وہ جو حامی ہی تو پردا گیا ہے | لاکھ دشمن ہوں زمانیوالے
اس کے عاشق بھی کبھی ڈرتے ہیں | کیا ڈراتے ہیں ڈرانیوالے
وہ مٹے ہیں۔ نہ مٹینگے ہرگز | مٹ گئے آپ مٹانیوالے
لیکھرام اور ڈوئی اور آتھم | ظلم کی آگ لگانیوالے
آتشِ کینہ میں خود جل جل کر | دلِ مسلم کو جلانیوالے
گالی دیتے تھے شہ عالم کو | سرِ تکبر سے اُٹھانیوالے
ان کو قدرت نے دکھایا نیچا | تھے بہت غور مچانیوالے

تیرِ قاہر نے مٹایا اُن کو
اسپہ شاہد ہیں زمانیوالے

لیکھرام اپنے مقر کو پہنچا | روتے ہیں نعش اُٹھانیوالے
اہلِ تثلیث کے مسٹر آتھم | کیا ہوئے بات بنانیوالے
اب ڈوئی ہے تو وہ سکا دعویٰ | مٹ گئے حق کے مٹانیوالے
حق کا دامن نہ چھٹیگا ہرگز | کیوں جھٹلاتے ہیں چھپانیوالے

خادم حضرت محمود ہیں ہم
ہم نہیں حق کے چھپانیوالے

اہلِ دنیا سے ہمیں خوف نہیں | کیا کریں گے یہ ڈرانیوالے
خود یہ ہو جائینگے رسوا جہاں | تہمتیں ہم پہ لگانیوالے
کس طرح حضرت عیسےٰ ہیں | جانیوالے نہیں آنیوالے
اک اشارہ سے مجھے زندہ کیا | ایسی ہوتے ہیں جلانیوالے
ای میں قربان تری صورت کے | جلوۂ حسن دکھانیوالے
تم نے دی تھی خبر جنگ فرنگ | کہ یہ حالات ہیں آنیوالے
ہو رہا ہے وہی جو تم نے کہا | دیکھتے ہیں یہ زمانیوالے
غافلو ہوش میں آ جاؤ کہ | آئے سوتوں کے جگانیوالے

قادیاں دار ہیں علمی واللہ
علم وعرفاں کے خزانے والے

تمھیں اے بلبلو پھر یہ گُلِ رعنا مبارک ہو

ازجناب قاسم علی خانصاحب رامپوری

امیر المومنین کا قادیاں آنا مبارک ہو
ہر اک افسردہ دل کو تازگی پانا مبارک ہو

مبارک عاشقانِ حضرتِ محمود کو فرحت
ہمارے حاسدوں کو رنج وغم کھانا مبارک ہو

مبارک انجمن کو اور ایوان خلافت کو
تجھے اے مجلس محمود گرمانا مبارک ہو

چمن زار جناب احمد مرسل کو خوش ہو کر
ہر اک پژمردہ گل کا ہنس کے کھلجانا مبارک ہو

گلستانِ حقیقت میں یہی شور عنادل ہے
ترانہ سنجی انداز مستانہ مبارک ہو

طبیعت تھی منغص بزم خالی تھی جو ساقی سے
تمھیں اے میکشو ساقی و پیمانہ مبارک ہو

گدائے میکدہ جو ہو چکے بادہ کش وحدت
انھیں دلشاد یہ آباد میخانہ مبارک ہو

تمھیں اے حکم بردارانِ محبوب خدا ہر دم
زبان پاک سے سرور کا فرمانا مبارک ہو

تمھیں اے ممبر ومسجد تمھیں ای سامعین حق
کلام اللہ کے اسرار سمجھانا مبارک ہو

مبارک طائرانِ گلشنِ احمد کو یہ مژدہ
تمھیں اے بلبلو پھر یہ گل رعنا مبارک ہو

اراکین نظام دولت احمد نبی اللہ
شہ محمود کا دربار شاہانہ مبارک ہو

کلام گوہر مختار داکمل ثاقب وحامد
وفور شوق میں تجھکو بھی اترانا مبارک ہو

منور حضرت محمود والا قادیانی کو
الٰہی یہ مبارک بار خود گانا مبارک ہو

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریروں کا مجموعہ

بہت عمدہ لکھائی چھپائی اور کاغذ چھپکر تیار ہو گیا ہے اور سابق فرمائشوں کی تعمیل میں بھیجا جا رہا ہے۔ آپ بھی جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان – ۳ – ستمبر ۱۹۱۸ء

پنڈت لیکھرام کا واقعہ قتل

آریہ گزٹ کی دل آزاری

قابل توجہ گورنمنٹ پنجاب

(۲)

گذشتہ نمبر میں ہم بتا چکے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے پنڈت لیکھرام کی آمادگی اور درخواست پر اس کی نسبت بڑے زور کے ساتھ بہت عرصہ پہلے پیشگوئی شائع کی تھی۔ اور اس کے پورا ہونے پر آپ کو اس قدر یقین اور وثوق تھا۔ کہ ایک طرف تو یہ کہا کہ

"اب آریوں کو چاہئے کہ سب مل کر دعا کریں کہ یہ عذاب ان کے اس وکیل سے ٹل جائے۔"

اور دوسری طرف اپنے لئے یہ تجویز کیا کہ

"اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا۔ تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے میں تیار ہوں۔ اور اس بات پر راضی ہوں۔ کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے۔"

ان پر زور الفاظ کے ساتھ یہ پیشگوئی شائع ہو کر جب نہایت صفائی کے ساتھ پوری ہوئی۔ اور ان تمام علامات اور واقعات کے ساتھ پوری ہوئی۔ جو حضرت مرزا صاحب نے پیشتر شائع کر دیئے تھے۔ تو آپ نے ۹۔ مارچ ۱۸۹۷ء کو مندرجہ ذیل اشتہار شائع کیا۔

"عرصہ دس برس کا ہوا کہ جب میں نے اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں پنڈت لیکھرام کی نسبت خدا تعالیٰ سے الہام پاکر اشتہار شائع کیا تھا۔ کہ اُن کی بے ادبیوں اور گستاخیوں کے سبب سے اُن کے لئے خدا نے عذاب کا ارادہ فرمایا ہے۔ اور اُن کے عذاب کی تشریح سے تشریح میعاد کے اُن کی مرضی پر موقوف رکھی گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے بطیب خاطر مجھے اجازت دیدی کہ وہ پیشگوئی مفصل طور پر شائع کر دی جائے۔ سو آخر کار وہ پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء میں مفصل طور پر شائع کر دی گئی۔ اور نہ صرف اُس میں بلکہ برکات الدعا اور دوسری متفرق کتابوں اور اشتہاروں میں یہ پیشگوئی شائع ہوتی رہی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ عذاب کی موت معمولی تپ وغیرہ سے ظہور میں نہیں آئیگی اور پنڈت مذکور معمولی بیماریوں سے نہیں بلکہ خدا کے قہری نشان میں ماخوذ ہو کر انتقال کریگا۔ اور اس پیشگوئی کے لئے ۲۰۔ فروری ۱۸۹۳ء سے ۶ برس کی میعاد مقرر ہوئی تھی۔ سو آج آریہ صاحبوں کے ایک اشتہار سے یہ خبر ملی ہے جو پنڈت مذکور ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو دھرم پر بلیدان ہو گیا اگرچہ انسانی ہمدردی کی رو سے ہمیں افسوس ہے۔ کہ اُس کی موت ایک سخت مصیبت اور آفت ناگہانی حادثہ کے طور پر عین جوانی کے عالم میں ہوئی۔ لیکن دوسرے پہلو کی رُو سے ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں۔ جو اُس کے منہ کی باتیں آج پوری ہو گئیں۔ ہمیں قسم ہے اُس خدا کی جو ہمارے دل کو جانتا ہے کہ اگر وہ یا کوئی اور کسی خطرہ موت میں مبتلا ہوتا اور ہماری ہمدردی سے وہ بچ سکتا۔ تو ہم کبھی فرق نہ کرتے کیونکہ خدا کی باتیں بجائے خود اپنے لئے ایک وقت رکھتی ہیں۔ مگر انسان کو چاہیئے۔ کہ انسانی اخلاق اور انسانی ہمدردی سے کسی حالت میں درگذر نہ کرے۔ کہ یہی اعلیٰ درجہ خلق کا ہے۔ مگر نہ ہم اور نہ کوئی اور خدا کی قرار دادہ باتوں کو روک سکتا ہے۔ اس وقت مناسب ہے کہ ہمارے سب مخالف اپنے دلوں کو پاک کر کے اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء اور اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء جو آئینہ کمالات اسلام کے ساتھ شامل ہے۔ اور اشتہار ٹائیٹل پیج برکات الدعا وغیرہ کو دلی توجہ سے پڑھیں۔ اور پاک دل ہو کر سوچیں کہ کیونکر اس موت کا خدا تعالیٰ نے پہلے نقشہ کھینچ کر دکھا دیا ہے۔"

اب بجائے اس کے کہ آریہ صاحبان اس واقعہ کو دیکھ کر اس خدائے برتر کے آگے جھک جاتے جس نے حق و باطل میں پنڈت لیکھرام کے تجویز کردہ طریق پر بھی نہایت کھلا فیصلہ کر کے رکھ دیا تھا۔ اور اس مذہب کی صداقت کا اعتراف کر لیتے۔ جس کی تائید میں یہ نشان دکھلایا گیا تھا۔ اُلٹے حضرت مرزا صاحب پر الزام لگانے لگے۔ کہ انہوں نے سازش کر کے اپنے کسی مرید سے پنڈت لیکھرام کو قتل کرا دیا ہے۔ چنانچہ ضمیمہ اخبار پنجاب سماچار لاہور میں آپ کے متعلق لکھا گیا۔ کہ

"ایک حضرت نے شاید اپنی کتاب میں عیسوی پیشگوئی کی تھی کہ پنڈت لیکھرام ۶ سال کے عرصہ میں عید کے دن نہایت دردناک حالت میں مرے گا۔ یہ پیشگوئی اب قریب تھی۔ کیونکہ غالباً ۱۸۹۷ء چھٹا سال تھا۔ اور ۶۔ اپریل ۱۸۹۷ء آخری عید چھٹے سال کی تھی۔ علانیہ بذریعہ تحریر و تقریر کہا کرتے تھے۔ کہ پنڈت کو مار ڈالینگے۔ اور مزید براں یہ کہ پنڈت اس عرصہ میں اور فلاں دن میں ایک دردناک حالت میں مریگا کیا آریہ دھرم کے اس مخالف اور چند ایک کتب کے ایک خاص مصنف کو اس سازش سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

پھر اسی اخبار میں یہاں تک لکھ دیا گیا۔ کہ:۔

"یہ قتل کئی ایک اشخاص کی مدت کی سوچی ہوئی اور پختہ سازش کا نتیجہ ہے۔"

حضرت مرزا صاحب پر یہ الزام بڑے زور شور کے ساتھ لگایا گیا۔ اور باوجود ایک ذرہ بھی ثبوت نہ رکھنے کے ایسے وثوق سے لگایا گیا۔ کہ اس کی وجہ سے آپ کی جان لینے تک کی کوششیں کی گئیں۔ اور کھلے طور پر اس ارادہ فاسد کا اظہار کیا گیا۔ چنانچہ ایک اخبار جس کا نام آفتاب ہند تھا۔ اس کے ۱۸۔ مارچ ۱۸۹۷ء کے پرچہ میں "مرزا قادیان خبردار" کے عنوان سے لکھدیا گیا۔ کہ:۔

"مرزا قادیانی بھی امروز فردا کا مہمان ہے۔ بکرے کی ماں کب تک خیر منا سکتی ہے ..... پس مرزا قادیانی کو خبردار رہنا چاہیے کہ وہ بھی بقرعید کی قربانی نہ ہو جائے"

اب ایک طرف آریہ صاحبان کے اس الزام کو دیکھئے۔ کہ مرزا قادیانی نے سازش سے پنڈت لیکھرام کو قتل کرا دیا ہے۔ اور دوسری طرف اس کے جواب میں حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا اسے پڑھئے تو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ جہاں آپ نے نہایت صفائی کے ساتھ پنڈت لیکھرام کے قتل کی اصل حقیقت کو بیان کر دیا ہے۔ وہاں سازش کے الزام کی بھی نہایت عمدگی سے تردید کر دی ہے۔ چنانچہ ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء کو آپ نے "لیکھرام کی موت کی نسبت آریہ صاحبوں کے خیالات" کے عنوان سے ایک چوورقہ اشتہار شائع کیا جس میں لکھا کہ

"ہم اس بات کو خود مانتے اور قبول کرتے ہیں کہ پیشگوئی کی تشریح میں بار بار تفہیم الٰہی سے یہ لکھا گیا تھا کہ وہ ہیبت ناک طور پر ظہور میں آئیگی اور یہ کہ لیکھرام کی موت کسی بیماری سے نہیں ہو گی۔ بلکہ خدا کسی ایسے کو اس پر مسلط کرے گا جس کی آنکھوں سے خون ٹپکتا ہو گا مگر جو پنجاب سماچار دہم مارچ ۱۸۹۷ء میں الہام کے حوالہ سے عید کا دن لکھا ہے۔ یہ اس کی غلطی ہے۔ الہام کی عبارت یہ ہے ستعرف یوم العید والعید اقرب یعنی تو اس نشان کے دن کو جو عید کی مانند ہے پہچان لیگا اور عید اس نشان کے دن سے بہت قریب ہو گی۔ یہ خدا نے خبر دی ہے۔ کہ عید کا دن قتل کے دن کے ساتھ ملا ہوا ہو گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ عید جمعہ کو ہوئی اور شنبہ کو جو شوال ۱۳۱۴ھ کی دوسری تاریخ تھی لیکھرام قتل ہو گیا۔ سو اس تمام پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ یہ ایک ہیبت ناک واقعہ ہو گا۔ جو چھ سال کے اندر وقوع میں آئیگا۔ اور وہ دن عید کے دن سے ملا ہوا ہو گا۔ یعنی دوسری شوال کی ہو گی

اب سوچو کیا یہ انسان کا کام ہے۔ کہ تاریخ بتلائی گئی دن بتلایا گیا۔ سبب موت بتلایا گیا اور اس حادثہ کا وقوع ہیبت ناک طرز سے ظہور میں آنا بتلایا گیا۔ اس کا تمام نقشہ برکات الدعا کے مضمون میں کھینچکر دکھلایا گیا ہے۔ (یہ مضمون گذشتہ نمبر میں درج کیا گیا ہے ایڈیٹر) کیا یہ کسی منصوبہ باز کا کام ہو سکتا ہے کہ چھ برس پہلے ایسے صریح نشانوں کے ساتھ خبر دیدے۔ اور وہ خبر پوری ہو جائے توریت خبر دیتی ہے۔ کہ جھوٹے نبی کی پیشگوئی کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔ خدا اس کے مقابل پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ تا دنیا تباہ نہ ہو۔ جیسا کہ لیکھرام نے بھی ایک دنیوی چالاکی سے انھیں دنوں میں میری نسبت یہ اشتہار دیا تھا کہ تم تین برس کے عرصہ تک مر جاؤ گے پس کیوں وہ کسی قاتل سے سازش نہ کر سکا تا اس کی بات پوری ہوتی"

پنڈت لیکھرام کے اس اشتہار کا مضمون جس میں اس نے حضرت مرزا صاحب کی موت کی پیشگوئی شائع کی تھی۔ الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے آریہ صاحبان کیلئے ہرگز مناسب نہ تھا۔ کہ پنڈت لیکھرام کے قتل کو حضرت مرزا صاحب کی سازش کا نتیجہ بتلاتے۔ کیونکہ اگر سازش سے قتل کرایا جا سکتا تھا۔ تو یہ کوشش پنڈت لیکھرام بھی کر سکتا تھا۔ اس نے کیوں اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔ تا اس کی بات پوری ہو جاتی

لیکن اصل بات یہ ہے۔ کہ نہ تو حضرت مرزا صاحب کو اپنی پیشگوئی کو سازش کے ذریعہ پورا کرنے کی ضرورت تھی۔ اور نہ پنڈت لیکھرام اپنی بات کو سازش کے ذریعہ سچا کر سکتا تھا۔ یہ تو اسی ہستی کا کام تھا جسے مخاطب کر کے پنڈت لیکھرام نے کہا تھا کہ

"اے پرمیشور ہم دونوں میں سچا فیصلہ کر"

پس جب اس نے "سچا فیصلہ" کر دیا۔ تو پھر اس میں چون و چرا کیسی۔ اور حضرت مرزا صاحب پر سازش کر کے اپنے کسی پیرو اور جاں نثار کے ذریعہ قتل کرانے کا الزام کیسا۔ لیکن افسوس آریہ صاحبان نے اس پر ٹھنڈے دل سے غور نہ کیا۔ اور آتش غیظ و غضب سے برافروختہ ہو کر خدا کے برگزیدہ حضرت مرزا صاحب پر بغیر کسی ثبوت کے ایک نہایت گندہ اور ناپاک الزام لگا دیا جس سے آپ کے بیشمار مریدوں کو نہایت ہی سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ اگرچہ آریہ صاحبان کا یہ فعل اس وقت بھی سخت نامناسب تھا۔ جبکہ پنڈت لیکھرام قتل ہوا۔ کیونکہ جب ان کے ہاتھ میں کوئی ثبوت نہ تھا۔ تو پھر انھیں ایک پاکباز انسان کو متہم کرنے کا کیا حق تھا۔ تاہم کہا جا سکتا ہے۔ کہ چونکہ پنڈت لیکھرام کے قتل کا انھیں تازہ تازہ زخم لگا تھا۔ اور یہ زخم حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کے پورا ہونے پر لگا تھا۔ اس لئے انھوں نے بغیر سوچے سمجھے آپ پر سازش کا الزام لگا دیا۔ لیکن کیسے رنج اور دکھ کا مقام ہے۔ کہ اب جبکہ اس واقعہ پر ایک عرصہ گذر جانے اور اس عرصہ میں گورنمنٹ کے علاوہ خود آریوں کے قاتل کا سراغ لگانے کی انتہائی کوشش عمل میں لانے کے باوجود کوئی پتہ نہ ملنے کے پھر اسی انسان پر آریہ گزٹ سازش کا الزام لگاتا ہے۔ جس کے متعلق گورنمنٹ نے تحقیقات کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور اس الزام سے بری قرار دیا۔ چونکہ یہ محض ہماری دل آزاری اور تکلیف دہی کی غرض سے ہے اور ہمارے ان نہایت مقدس مذہبی جذبات اور احساسات کو صدمہ پہنچانا مقصود ہے۔ جو حضرت مرزا صاحب کی ذات سے وابستہ ہیں

اس لئے جہاں ہم عام لوگوں کو حضرت مرزا صاحب کے ان جوابات سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو آپ نے آریوں کے اس الزام کے جواب میں دیئے وہاں گورنمنٹ پنجاب کو بھی بڑے ادب سے آریہ گزٹ کی اس دل آزاری کی طرف توجہ دلاتے ہیں

حضرت مرزا صاحب نے آریوں کے اس الزام کے جواب میں لکھا کہ

"یہ بدگمانی کہ ان کے کسی مرید نے مار دیا ہوگا یہ شیطانی خیال ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ مریدوں کا مرشد کے ساتھ ایک نازک تعلق ہوتا ہے۔ اور اعتقاد کی بنا تقویٰ اور طہارت اور نیکوکاری پر ہوتی ہے۔ لوگ جو کسی کے مرید ہوتے ہیں۔ وہ اسی نیت سے مرید ہوتے ہیں۔ کہ وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ شخص باخدا ہے۔ اس کے دل میں کوئی فریب اور فساد کی بات نہیں۔ پس اگر وہ ایک ایسا بدکار اور لعنتی شخص ہے۔ کہ کسی کی موت کی جھوٹی پیشگوئی اپنی طرف سے بناتا ہے۔ اور پھر جب اس کی میعاد ختم ہونے پر ہوتی ہے۔ تو کسی مرید کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے۔ کہ اب میری عزت رکھ لے اور اپنے گلے میں رسہ ڈال اور مجھے سچا کر کے دکھلا۔ اب میں منصفوں سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا ایسے پلید اور لعنتی انسان کا یہ چال چلن دیکھ کر اور یہ شیطانی منصوبہ سن کر کوئی مرید اس کا معتقد رہ سکتا ہے۔ کیا وہ مرشد کو ایک بدکار ملعون۔ فاسق و فاجر خیال نہیں کریگا۔ اور کیا وہ اس کو یہ نہیں کہیگا۔ کہ اے بدکار ہمارے ایمان کو خراب کرنے والے۔ کیا تیری پیشگوئیوں کی اصلیت یہی تھی۔ کیا تیرا یہ منشا ہے کہ جھوٹ تو تو بولے اور رسہ دوسرے کے گلے میں پڑے۔ اور اس طرح تیری پیشگوئی پوری ہو۔ جس قدر دنیا میں نبی اور رسول گذرے ہیں یا آگے مامور اور محدث ہوں۔ کوئی شخص ان کے مریدوں میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نہ ہوگا جبکہ ان کو مکار اور منصوبہ باز سمجھتا ہو۔ یہ رشتہ پیری مریدی نہایت ہی نازک رشتہ ہے۔ ادنیٰ بدظنی سے اس میں فرق آجاتا ہے میں نے ایک دفعہ اپنے مریدوں کی جماعت میں دیکھا کہ بعض ان میں سے صرف اس وجہ سے میری نسبت شبہ میں پڑ گئے۔ کہ میں نے ایک عذر بیماری سے جس کی انھیں اطلاع نہیں تھی۔ نماز کے قعدہ التحیات میں دونو پیر کو کھڑا نہیں رکھا تھا۔ اتنی بات میں دو آدمی باتیں بنانے لگے۔ اور شبہات میں پڑ گئے کہ یہ خلاف سنت ہے۔ ایک دفعہ چائے کی پیالی بائیں ہاتھ سے میں نے پکڑی کیونکہ میرے دہنے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی اور کمزور ہے۔ اسی پر بعض نے نکتہ چینی کی کہ خلاف سنت ہے۔ اور ہمیشہ ایسا ہوتا رہتا ہے۔ کہ بعض نو مرید ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر اپنی نافہمی سے ابتلا میں پڑ جاتے ہیں۔ اور ادنیٰ ادنیٰ خانگی امور تک نکتہ چینیاں شروع کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کو بھی اسی طرح تکلیف دیتے تھے۔ کیونکہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اس کے پیرو ہر ایک انسان کے قول و فعل کو راستبازی اور تقویٰ کے پیمانے سے ناپتے ہیں۔ اور اگر اس کے مخالف پاتے ہیں۔ تو پھر فی الفور اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔

سو سوچنا چاہیئے کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ ایسے لوگ اس بدمعاش شخص کے ساتھ وفا کر سکیں جس کا تمام کاروبار مکروں اور منصوبوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور لوگوں کو ناحق کے خون کرنے کے لئے مامور کرنا چاہتا ہے تا اس کا ناک نہ کٹے اور پیشگوئی پوری ہو۔ کوئی انسان عمداً اپنے ایمان کو برباد کرنا نہیں چاہتا۔ پھر اگر ایسی سازش میں بفرض محال کوئی مرید شریک ہو تو تمام مریدوں میں یہ بات کیونکر پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہماری جماعت میں بڑے بڑے معزز داخل ہیں بی۔ اے۔ اور ایم۔ اے۔ تحصیلدار اور ڈپٹی کلکٹر۔ اور اکسٹرا اسسٹنٹ اور بڑے بڑے تاجر اور ایک جماعت علماء و فضلاء۔

تو کیا یہ تمام لچوں اور بدمعاشوں کا گروہ ہے ہم بآواز بلند کہتے ہیں۔ کہ ہماری جماعت نہایت نیک چلن اور مہذب اور پرہیزگار لوگ ہیں بھلا ممکن ہے کوئی ایسا پلید اور لعنتی ہمارا مرید جس کا یہ دعویٰ ہو۔ کہ ہم نے اس کو لیکھرام کے قتل کے لئے مامور کیا تھا۔ ہم ایسے مرشد کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں۔ کہ جو اپنے گھر سے پیشگوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے اپنے مکر سے اپنے فریب سے ان کے پوری ہونے کے لئے کوشش کرے اور کرا دے

پس افسوس کہ اخبار پنجاب سماچار مطبوعہ ۱۰۔ مارچ میں سازش کا الزام جو ہم پر لگایا ہے یہ کس قدر سچائی کا خون ہے۔ میں صاحب اخبار سے پوچھتا ہوں کہ آپ لوگوں میں بھی بڑے بڑے اوتار گذرے ہیں۔ جیسے راجہ رامچندر صاحب اور راجہ کرشن صاحب کیا آپ لوگ ان کی نسبت یہ گمان کر سکتے ہیں۔ کہ انھوں نے پیشگوئی کر کے پھر اپنی عزت رکھنے کے لئے ایسا حیلہ کیا ہو۔ کہ کسی اپنے چیلہ کی منت خوشامد کی ہو کہ اس کو اپنی کوشش سے پوری کر کے میری عزت رکھ لے۔ اور پھر ان کے چیلے ان کو اچھا آدمی سمجھتے ہوں۔ ہاں یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ ایک بدمعاش ڈاکو کے ساتھ اور چند بدمعاش شریک ہوں اور ایسے کام خفیہ طور پر کریں۔ لیکن پس میرے مریدوں کے سلسلے میں جس کے سر افتراء ہی موعود اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ

بھی بڑے زور سے ہے۔ یہ جوانمردگی کے کام میلان نہیں کھا سکتے۔ ہر ایک مرید اس بلند دعوے کو دیکھ کر نہایت اعلیٰ سے اعلیٰ پرہیزگاری کا نمونہ دیکھنا چاہتا ہے۔ پس کیونکر ممکن ہے۔ کہ دعویٰ تو یہ ہو۔ کہ میں وقت کا عیسیٰ ہوں۔ اور جھوٹی پیشگوئیوں کو اس طرح پورا کرنا چاہے۔ کہ مریدوں کے آگے ہاتھ جوڑے۔ کہ مجھے مقصود ہو گیا۔ میری پردہ پوشی کر دو۔ جائے آپ ہر دو ہو کسی طرح میری پیشگوئی سچی کر دکھلاؤ۔ کیا ایسا مرد ایک پاک جماعت کا مالک ہو سکتا ہے؟ کہاں ہے تمہارا پاک کانشنس اے مہذب آریو!؟ اور کہاں ہے منطقی زیرکی اے آریہ کے دانشمندو! ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے۔ کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے۔ کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے۔ اور وہ اس کے چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا۔ تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اسلام اس قوم کے بدمعاشوں کا ذمہ دار نہیں ہے۔ بعض ایک ایک روپیہ کے لالچ پر بچوں کا خون کر دیتے ہیں۔ ایسی وارداتیں اکثر نفسانی اغراض سے ہوا کرتی ہیں۔ اور پھر بالخصوص ہماری جماعت جو نیکی اور پرہیزگاری سیکھنے کے لئے میرے پاس جمع ہے۔ وہ اس لئے میرے پاس نہیں آتے۔ کہ ڈاکوؤں کا کام مجھ سے سیکھیں اور اپنے ایمان کو برباد کریں۔ میں حلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں۔ ہاں جہاں تک ممکن ہے۔ ان کے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں۔ اور اگر کوئی گالیاں دے۔ تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے۔ نہ کسی اور عدالت میں اور بایں ہمہ نوع انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔ ہم اس وقت کیونکر اور کن الفاظ سے آریہ صاحبوں کے دلوں کو تسلی دیں کہ بدمعاشی کی چالیں ہمارا طریق نہیں ہے۔ ایک انسان کے جان جانے سے تو ہم دردمند ہیں۔ اور خدا کی ایک پیشگوئی پوری ہونے سے ہم خوش بھی ہیں۔! کیوں خوش ہیں؟ صرف قوموں کی بھلائی کے لئے۔ کاش وہ سوچیں اور سمجھیں۔ کہ اس اعلیٰ درجہ کی صفائی کے ساتھ کئی برس پہلے خبر کر دینا یہ انسان کا کام نہیں ہے۔ ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے۔ درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ درد اس لئے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آ جاتا۔ تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کے لئے دعا کرتا۔ اور میں امید رکھتا تھا۔ کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی زندہ ہو جاتا۔ وہ خدا جس کو میں جانتا ہوں اس سے کوئی بات انہونی نہیں۔ اور خوشی اس بات کی ہے۔ کہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ آتھم کی پیشگوئی پر بھی اس نے دوبارہ روشنی ڈال دی۔ کاش اب لوگ سوچیں اور سمجھیں اور قوموں کے درمیان سے بغض اور کینے دور ہو جائیں۔ کیونکہ عداوت اور دشمنی کی زندگی مرنے کے قریب قریب ہے۔"

اگرچہ حضرت مرزا صاحب کے مندرجہ بالا جواب سے آریہ صاحبان کے اس الزام کی کہ آپ نے اپنے کسی مرید کے ذریعہ سازش کرکے پنڈت لیکھرام کو قتل کرا دیا ہے نہایت صفائی کے ساتھ تردید ہو جاتی ہے۔ اور کوئی عقلمند ایک لحظہ کے لئے اس الزام میں حقیقت کا ایک شائبہ بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ تاہم چونکہ آپ جانتے تھے۔ کہ آریہ صاحبان اس وقت شدت غیظ و غضب کی وجہ سے ان عقلی دلائل پر ٹھنڈے دل کے ساتھ غور نہیں کریں گے۔ اس لئے آپ نے مندرجہ بالا جواب دینے کے ساتھ ہی اس الزام کے سچے یا جھوٹے ہونے کا پتہ لگانے کا مندرجہ ذیل طریق بھی پیش کر دیا۔ کہ

"اگر اب بھی کسی شک کرنے والے کا شک دور نہیں ہو سکتا۔ اور مجھے اس قتل کی سازش میں شریک سمجھتا ہے۔ جیسا کہ ہندو اخباروں نے ظاہر کیا ہے۔ تو میں ایک نیک صلاح دیتا ہوں کہ جس سے یہ سارا قصہ فیصلہ ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ ایسا شخص میرے سامنے قسم کھاوے۔ جس کے الفاظ یہ ہوں۔ کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص سازش قتل میں شریک یا اس کے حکم سے واقعہ قتل ہوا ہے پس اگر یہ صحیح نہیں ہے۔ تو اے قادر خدا ایک برس کے اندر مجھ پر وہ عذاب نازل کر جو ہیبتناک عذاب ہو۔ مگر کسی انسان کے ہاتھوں سے نہ ہو اور نہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل متصور ہو سکے۔ پس اگر یہ شخص ایک برس تک میری بددعا سے بچ گیا تو میں مجرم ہوں۔ اور اس سزا کے لائق کہ ایک قاتل کے لئے ہونی چاہئے۔ اب اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آریہ ہے جو اس طور سے تمام دنیا کو شبہات سے چھڑا دے تو اس طریق کو اختیار کرے یہ طریق نہایت سادہ اور راستی کا فیصلہ ہے۔ شاید اس طریق سے ہمارے مخالف مولویوں کو بھی فائدہ پہنچے۔ میں نے سچے دل سے یہ لکھا ہے۔ مگر یاد رہے۔ کہ ایسی آزمائش کرنے والا خود قادیان میں آوے۔ جس کا کرایہ میرے ذمہ ہوگا۔ جانبین کی تحریرات

چھپ جائیگی۔ اگر خدا نے اس کو ایسے عذاب
سے ہلاک نہ کیا جس میں انسان کے ہاتھوں کی
آمیزش نہ ہو تو میں کاذب ٹھہرونگا۔ اور تمام دنیا
گواہ رہے۔ کہ اس صورت میں اسی سزا کے
لائق ٹھہرونگا۔ جو مجرم قتل کو دینی چاہیئے۔ میں
اس جگہ سے دوسرے مقام نہیں جاسکتا۔ مقابلہ
کرنے والے کو آپ آنا چاہیئے۔ مگر مقابلہ کرنے
والا ایسا ایک شخص ہو جو دل کا بہت بہادر
اور جوان اور مضبوط ہو۔ اب بعد اس کے سخت
بیحیائی ہوگی کہ کوئی غائبانہ میرے پر ایسے
ناپاک شبہات کرے۔ میں نے طریق فیصلہ
آگے رکھدیا ہے۔ اگر میں اس کے بعد ردگردان
ہو جاؤں۔ تو مجھ پر خدا کی لعنت اور اگر کوئی
اعتراض کرنے والا **بہتانوں سے باز نہ**
آوے اور اس طریق فیصلہ سے طالب تحقیق
نہ ہو تو اس پر لعنت"

یہ ایک ایسا طریق فیصلہ تھا کہ اگر آریہ صاحبان حضرت
مرزا صاحب پر پنڈت لیکھرام کے قتل کی سازش کا
الزام لگانے میں ذرا بھی صداقت پر ہوتے۔ اور
انھیں اس بات پر کچھ بھی یقین ہوتا۔ تو ضرور اسے
منظور کر لیتے۔ اور اس طرح کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا
لیکن افسوس کہ آریوں میں سے دو تین کے سوا کسی
نے اسے منظور نہ کیا۔ اور جنہوں نے منظور کیا۔ انھوں
نے بھی آلٹوں بہانوں سے ٹال دیا۔ ان میں سب سے
پہلے جس شخص نے آمادگی ظاہر کی اس کا نام گنگا بشن
تھا۔ جس نے قسم کھانے پر آمادگی کا اظہار کرتے ہوئے
مندرجہ ذیل تین شرطیں اخبار پنجاب سماچار ۳۔ اپریل
۱۸۹۷ء میں حضرت مرزا صاحب کے بالمقابل پیش
کیں۔ اول یہ کہ اگر پیشگوئی پوری نہ ہو تو پیشگوئی کرنیوالے
کو پھانسی دیجائے۔

دوم یہ کہ دس ہزار روپیہ گورنمنٹ میں جمع کرایا جائے۔ یا
ایسے بنک میں جس میں تسلی ہو سکے۔ اور اگر میں بددعا
سے نہ مروں تو یہ روپیہ مجھے مل جائے۔

سوم۔ یہ کہ جب میں قادیان میں قسم کھانے کے لئے
آؤں۔ تو اس بات کا ذمہ لیا جائے۔ کہ میں لیکھرام
کی طرح قتل نہ کیا جاؤں۔

ان شرطوں کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے
۱۵۔ اپریل ۱۸۹۷ء کو ان اللہ مع الذین
اتقوا والذین ھم محسنون کے عنوان کے
مندرجہ ذیل جواب شائع کیا۔:

"مجھے تینوں شرطیں ان کی بسر و چشم منظور
ہیں۔ اور اس میں کسی طرح کا عذر نہیں۔
جس عدالت میں چاہیں صاف صاف اقرار
کرونگا۔ کہ اگر لالہ گنگا بشن صاحب میری
بددعا سے ایک سال تک بچ گئے۔ تو مجھے منظور
ہے کہ مجرم کی طرح پھانسی دیا جاؤں۔ اور گورنمنٹ
سخت ناانصافی کریگی اگر اس وقت مجھکو
پھانسی نہ دیوے۔ کیونکہ جب کہ لالہ گنگا بشن
صاحب جلسہ عام میں قسم کھا کر کہینگے۔ کہ
میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ درحقیقت پنڈت
لیکھرام کا یہی شخص قاتل ہے۔ اور اگر یہ شخص
قاتل نہیں ہے۔ بلکہ دین اسلام کی سچائی ظاہر
کرنے کے لئے خدا کی طرف سے یہ نشان ظاہر
ہوا تو اسے سچ کے حامی خدا ایک سال تک
مجھکو سزائے موت دے"۔ پس اس صورت
میں جبکہ وہ سزائے موت سے بچ جائیں گے
تو اس میں کیا شک ہے کہ یہی ثابت ہو جائیگا
کہ میں قاتل تھا۔ یا قتل کے مشورہ میں شریک
تھا۔ یا اس پر کسی طرح سے اطلاع رکھتا تھا
تو اس وجہ سے مجھے قانوناً پھانسی دینا ناجائز
نہ ہوگا۔ گورنمنٹ ہزاروں مقدمات قسم پر
فیصلہ کرتی ہے۔ سو یہ گورنمنٹ کے اصول
سے بالکل چسپاں بات ہے۔ کہ اس طرح پر مجرم
کو اس کی سزا تک پہنچا دے۔

غرض میں تیار ہوں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ
گورنمنٹ کی عدالت میں اقرار کر سکتا ہوں۔ کہ
جب میں آسمانی فیصلہ سے مجرم ٹھہر جاؤں تو
مجھکو پھانسی دیا جاوے۔ میں خوب جانتا
ہوں کہ خدا نے میری پیشگوئی کو پوری کر کے
دین اسلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے
اپنے ہاتھ سے یہ فیصلہ کیا ہے۔ پس
ہرگز ممکن نہیں ہوگا۔ کہ میں پھانسی ملوں یا
ایک ذرہ بھی کسی تکذیب کرنے والے
کو دوں۔ بلکہ وہ خدا جس کے حکم سے ہر ایک
جنبش و سکون ہے۔ اس وقت کوئی اور ایسا
نشان دکھائیگا۔ جس کے آگے **گردنیں
جھک جائیں۔!!!**

ایسا ہی لالہ گنگا بشن صاحب کی دوسری
شرط کی نسبت میں ان کو تسلی دیتا ہوں۔ کہ
اس روز سے کہ وہ کسی مشہور پرچے کے
ذریعہ سے۔ اقرار مذکورہ بالا شائع کریں
میں ایک ماہ تک یا غایت دو ماہ تک دس
ہزار روپیہ ان کے لئے گورنمنٹ میں جمع
کرا دونگا۔ یا کسی دوسری ایسی جگہ پر جس پر فریقین
مطمئن ہو سکیں۔ اور یہ جو میں نے کہا کہ اس
روز سے دو ماہ تک روپیہ جمع کرا دونگا جبکہ
وہ اپنا اقرار شائع کریں۔ اس سے میرا
مطلب یہ ہے۔ کہ انھوں نے اس پرچہ
سماچار ۳۔ اپریل ۱۸۹۷ء میں اس اقرار
کو شائع نہیں کیا جس اقرار کو میں قسم کے ساتھ
شائع کرانا چاہتا ہوں۔ یعنی یہ اقرار کہ وہ
میری نسبت نام لے کر یہ امر شائع کر دیں کہ
"میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ واقعہ قتل پنڈت
لیکھرام اس شخص کے حکم یا اس کے مشورہ
سے یا اس کے علم سے ہوا ہے۔ اور جیسا کہ
اس کا دعویٰ ہے۔ خدا کی طرف سے یہ
کوئی نشان نہیں۔ بلکہ اسی کی اندرونی اور
خفیہ سازش کا نتیجہ ہے۔ اور اگر میں قسم کے
دن سے ایک سال تک فوت ہو گیا۔ تو میرا
مرنا اس بات پر گواہی ہوگی۔ کہ درحقیقت لیکھرام
خدا کے غضب سے اور پیشگوئی کے موافق
فوت ہوا ہے۔ اور نیز اس بات پر گواہی ہوگی

کہ درحقیقت لیکھرام خدا کے غضب سے اور پیشگوئیوں کے موافق فوت ہوا ہے اور نیز اس بات پر گواہی ہوگی۔ کہ درحقیقت دین اسلام ہی سچا مذہب ہے۔ اور باقی آریہ مذہب یا ہندو مذہب یا عیسائی مذہب وغیرہ مذاہب سب بگڑے ہوئے عقیدے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں۔ اس اقرار کے لکھانے سے غرض یہ ہے۔ کہ ہمارے تمام مناظرات سے اصلی مقصود یہی ہے۔ کہ دین اسلام ہی سچا دین ہے اور اسی غرض سے لیکھرام کی نسبت اس کی رضامندی سے یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ لہٰذا اس مقام میں بھی طرف ثانی کا یہ کھلا کھلا اقرار شائع ہونا بہت ضروری ہے۔

اور لالہ گنگا بشن صاحب یاد رکھیں کہ ٹھیک ٹھیک ان الفاظ کے ساتھ کسی مشہور اخبار میں شائع کرنا ضروری ہوگا۔ اور نیز یہ کہ قادیان میں آکر قسم بھی انہیں الفاظ کے ساتھ کھانی پڑے گی۔ اور یہ وہم نہ کریں۔ کہ وہ ایسے اقرار سے کسی قانونی پیچ میں آسکتے ہیں۔ کیونکہ میں ان کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں ان کے اس الزام کے دفع کے لیے کسی قانونی ذریعہ سے چارہ جوئی پسند نہیں کرتا۔ اور نہ کروں گا۔ میں خدا کے فیصلہ میں خلقت کی عام بھلائی دیکھتا ہوں۔ اور جو ان لوگوں نے آخری شرط پیش کی ہے۔ کہ میں قادیان میں قتل نہ کیا جاؤں۔ اس کا بفضلہ تعالیٰ میں خود ذمہ دار ہوں۔ وہ حسب نمونہ اقرار شائع کرنے کے بعد جب دو ماہ کے عرصہ تک اطلاع پا دیں کہ روپیہ جمع ہو گیا ہے۔ تو بلا توقف پورے اطمینان کے ساتھ قسم کھانے کے لیے قادیان میں آجائیں۔ ہمیں ہر ایک قوم سے ہمدردی ہے کیسی مجال نہیں۔ جو آپ کو آزار پہنچا سکے۔ یہ یاد رہے۔ کہ چونکہ روپیہ جمع کرنا کسی قدر مہلت چاہتا ہے۔ اس لیے میں نے زیادہ سے زیادہ دو ماہ کی شرط لگا دی ہے۔ امید کہ آپ اپنی سچی نیک نیتی سے اس مہلت کو غیر موزوں نہیں سمجھیں گے۔ اور بالآخر یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے۔ کہ اس اخبار میں لالہ گنگا بشن نے اپنا پتہ پورا پورا نہیں لکھا۔ لیکن دوسری دفعہ کی اشاعت میں جب وہ اپنا اقرار شائع کریں گے۔ اس میں پورا پورا پتہ اپنا لکھنا ضروری ہوگا۔ یعنی یہ کہ اپنا نام اپنے باپ کا نام قومیت سکونت محلہ ضلع اور پیشہ وغیرہ

المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

یہ جواب جس نیک نیتی اور صفائی کے ساتھ دیا گیا تھا۔ اس سے کوئی سمجھدار انکار نہیں کر سکتا کہ حضرت مرزا صاحب نے نہایت فراخدلی سے گنگا بشن صاحب کی تینوں کی تینوں شرطیں بلا کم و کاست منظور کر لیں۔ اور علاوہ ازیں اس خطرہ کا بھی ساتھ ہی ازالہ کر دیا۔ جو گنگا بشن صاحب کو قسم کھا کر پنڈت لیکھرام کی سازش میں شریک ہونے کا الزام لگانے پر اس رنگ میں ہو سکتا تھا۔ کہ شاید اس طرح مجھ سے حلفیہ اقرار کرا کر مجھ پر جھوٹا الزام لگانے کا مقدمہ دائر کر دیا جائے۔ لیکن باوجود اس قدر آسانیوں اور سہولتوں کے گنگا بشن صاحب کو قسم کھانے کی تو جرات نہ ہوئی۔ البتہ ضمیمہ بھارت سدھار ۱۱ اپریل ۱۸۹۷ء اور ہمدرد ہند لاہور ۲ اپریل ۱۸۹۷ء میں یہ فضول عذر شائع کر دیا کہ ۱۵ مارچ ۹۷ء کے اشتہار میں یہ شرط موجود نہیں تھی۔ کہ میں یہ اقرار کروں کہ اگر میں ایک سال کے اندر حسب منشاء اس قسم کے مر گیا۔ تو میرا مرنا اس بات پر گواہی ہوگا۔ کہ درحقیقت لیکھرام خدا کے غضب سے اور پیشگوئی کے موافق ہلاک ہوا ہے۔ اور نیز اس بات پر گواہی ہوگی۔ کہ درحقیقت دین اسلام ہی سچا دین ہے۔ اور باقی تمام مذاہب جیسا کہ آریہ مت سناتن دھرم اور عیسائی وغیرہ سب بگڑے ہوئے عقیدے ہیں۔

یہ راہ فرار اختیار کرنے کے لیے ایک بیہودہ عذر تھا۔ لیکن اس کا بھی حضرت مرزا صاحب نے نہایت مدلل جواب شائع کیا۔ جو درج ذیل ہے۔ آپ نے لکھا کہ

"ہم ان (لالہ گنگا بشن) کو اطلاع دیتے ہیں کہ اول تو خود تم نے ہمارے اشتہار ۱۵ مارچ ۹۷ء کی پابندی اختیار نہیں کی۔ اور اپنی طرف سے دس ہزار روپیہ جمع کرانے کی شرط زیادہ کر دی۔ جس پر ہمارا حق تھا کہ ہم بھی تمہاری اس قدر ترمیم پر جس قدر چاہتے پہلے اشتہار کی ترمیم کرتے اور یہ ایک سیدھی بات ہے کہ آپ نے ہمارے اشتہار کے منشاء سے آگے قدم رکھ کر نئی شرط اپنے فائدہ کے لیے زیادہ کر دی اس لیے ہمارا بھی حق تھا۔ کہ ہم بھی نئی شرط کے مقابل پر جس قدر چاہیں بڑھا دیں علاوہ اس کے اگر غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ ہم نے کوئی امر تمہارے مقابل پر ۱۵ مارچ ۹۷ء کے اشتہار کے مخالف پیش نہیں کیا۔ بلکہ وہ باتیں جو مجمل طور پر اشتہار مذکور میں پائی جاتی تھیں ان کو کسی قدر تفصیل سے لکھا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ اقرار جو بذریعہ اشتہار اور نیز بالمواجہ ہم تم سے کرانا چاہتے ہیں۔ یہ کوئی نئی شرط نہیں ہے۔ کیونکہ ہماری یہ تمام کارروائی صرف اس غرض سے ہے۔ کہ تا ہم ثابت کریں۔ کہ دنیا میں صرف دین اسلام ہی سچا مذہب ہے۔ اور دوسرے تمام مذہب باطل ہیں۔ اور اگر یہ غرض درمیان نہ ہو۔ تو یہ سب جھگڑے ہی عبث ہیں۔ اور ہمارے الہام بھی عبث ہیں تو ایک مدعا ہے۔ یعنی دین اسلام کی سچائی ثابت کرنا۔ جس کے لیے یہ نشان خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہو رہی

ہیں۔ چنانچہ آپ نے ساچار ۳۰ - اپریل ۹۷ء
کی تحریر میں اس بات کا خود اقرار بھی کر لیا
جبکہ یہ کہا کہ میرے مرنے کے بعد دوسرے
لوگ آپ کے مقابل پر کھڑے نہیں ہونگے
کیا اس تحریر کا بجز اس کے کوئی اور مدعا تھا
کہ اس فتح کے بعد دوسرے مذہبوں کا جھوٹھا
ہونا ثابت ہو جائیگا۔ سو ہم آپ سے بذریعہ
اخبار اور نیز بالمواجہ یہی اقرار چاہتے ہیں اور
پنڈت لیکھرام سے بھی پیشگوئی کے مطالبہ
پر یہی اقرار لیا گیا تھا۔ کہ یہ پیشگوئی آریہ مذہب
اور اسلام میں بطور فیصلہ کرنے والے منصف
کے متصور ہوگی۔ میں سوچ میں ہوں۔ کہ اقرار
کے بعد یہ بیہودہ انکار آپ نے کیوں کر دیا
ادنیٰ عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ تمام
ہماری سرگرمی۔ اس غرض سے نہیں ہو
کہ کوئی شخص ہم کو نجومیوں اور رمالوں کی طرح
ان لے۔ یا صرف سچی پیشگوئیوں والا سمجھ
لے۔ اس قسم کی لغو تعریفوں سے تو ہم بدل
بیزار ہیں۔ بلکہ یہ سب اسلام کی تائید میں
خدا تعالیٰ کے الہام ہیں۔ اور اسلام کی
سچائی ظاہر کرنے کے لئے یہ سب کام وہ
قادر مطلق اپنے ہاتھ سے کر رہا ہے۔ جس کا
نام اللہ ہے جل جلالہٗ

اب ہم صاف لفظوں میں لالہ گنگا بشن کو مطلع
کرتے ہیں۔ کہ اس قسم کی چالبازی دیانت
کے طریق سے بعید ہے۔ ہم نے اُن کے دس ہزار
کے مطالبہ پر کسی غیر متعلق اور بیجا شرط کو زیادہ
نہیں کیا۔ بلکہ یہ وہی شرط ہے۔ جو ہماری تمام
کارروائی میں ہمیشہ سے ملحوظ اور ہماری زندگی
کی علت غائی ہے۔ اگر اسی شرط کو ساقط کیا
گیا۔ تو باقی کیا رہا۔ کیا ہم ایک انسان کی
جان ناحق ضائع کرنی چاہتے ہیں؟ یا ہم صرف
بیہودہ لہو و لعب کے مشتاق ہیں۔ جس کا رین
کے لئے کوئی بھی نتیجہ نہ ہو۔ ناظرین سمجھ سکتے ہیں
۔ کہ اس قدر عظیم الشان معرکہ میں جس میں دس
ہزار روپیہ نقد پہلے جمع کرا دیا جائیگا۔ کچھ تو
ہمارا مقصد اور غرض ہونی چاہیئے۔ پس
کیا وہ یہی غرض ہو سکتی ہے۔ کہ ہمیں کوئی
جوتشیوں اور رملیوں کی طرح سمجھے؟
نہیں بلکہ اس قدر مالی زیر باری اٹھانے
کے لئے محض ہم اس لئے تیار ہو گئے ہیں
کہ تا اس سے اسلام کے مقابل پر ہندو
مذہب کا فیصلہ ہو جائے۔ سو اگر لالہ
گنگا بشن صاحب اس میدان کا بہادر اپنے
تئیں سمجھتے ہیں۔ تو اب بیہودہ حیلے
حوالوں سے اپنا قدم باہر نہ کریں۔ وہ اپنے
اس اقرار کو یاد کریں۔ جو اپنی قلم سے ۳۰ - اپریل
کے ساچار میں شائع کر بیٹھے ہیں۔ اُن کو
یہ بھی سوچنا چاہیئے۔ کہ جس حالت میں اُن
کا مقولہ ہے۔ کہ بعض وقت میں خدا کو بھی
جواب دیدیتا ہوں۔ تو پھر دس ہزار روپیہ
کی طمع پر ان کو یہ کہنا کیا مشکل ہے۔ کہ اگر
میں مر گیا تو میرا مرنا اس بات کا قطعی ثبوت
ہوگا۔ کہ دنیا میں صرف دین اسلام ہی سچا
ہے۔ اور دوسرے مذہب جو اس کے مخالف
ہیں جیسے آریہ مذہب اور سناتن دھرم اور
عیسائی مذہب سب باطل ہیں۔

(یہاں کاتب نے اوپر کی عبارت مکرر لکھدی
تھی۔ جسے کاٹ دیا گیا۔ . . . . . .

. . . ایڈیٹر) اور نیز کہ اگر میں مر گیا
تو میرا مرنا اس بات کو ثابت کرے گا۔ کہ لیکھرام
کی موت کی پیشگوئی درحقیقت خدا تعالیٰ کی
طرف سے تھی۔ غرض انہی مفید باتوں کے
لئے تو ہم دس ہزار روپیہ دیتے ہیں۔ اور یہ رقم
کثیر اسی اقرار کی تو قیمت ہے۔ ورنہ ہم نے
اپنے اشتہار ۱۵ - مارچ ۱۸۹۷ء میں ایک
جبہ دینے کا بھی کسی کے ساتھ عہد نہیں کیا
یہی تو وہ غرض ہے جس کو ہم نے مد نظر رکھ
کر گنگا بشن صاحب کو منہ مانگی مراد دی۔
ناظرین ذرہ سوچیں کہ ایسا شخص جو خود کہتا
ہے۔ کہ مجھ کو کسی مذہب سے دلی تعلق نہیں
یہاں تک کہ بعض وقت خدا کو بھی جواب
دیدیا کرتا ہوں۔ اس پر ان دو اقرار کرنے
سے کونسی مصیبت پڑتی ہے۔ بہر حال
یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ جبکہ گنگا بشن
صاحب نے اپنی طرف سے دس ہزار روپیہ
جمع کرانے کی شرط بڑھا دی ہے۔ جس کا ہمارے
اشتہار ۱۵ - مارچ ۹۷ء میں نام و نشان نہ
تھا۔ تو ہم اس شرط کی عوض میں یہ چاہتے
ہیں۔ کہ وہ اخبار کے ذریعہ سے اور نیز
جلسہ عام میں قسم کے ساتھ ہمارے
اصل مقصد کا تصریح کے ساتھ اقرار کریں
اور ہم پھر مکرر لکھدیتے ہیں۔ کہ جو اقرار وہ
اخبار میں بقید اپنی ولدیت و قومیت
و سکونت و ضلع و ثبت شہادت گواہان
معززین شائع کریں گے۔ اُس کا لفظ بہ
لفظ یہ مضمون ہوگا۔ "میں فلاں ابن
فلاں قوم فلاں ساکن قصبہ فلاں ضلع
فلاں اللہ جلشانہ کی یا پرمیشور کی قسم
کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی
درحقیقت پنڈت لیکھرام کا قاتل ہے
اور میں اپنے پورے یقین سے جانتا ہوں
کہ بالضرور لیکھرام غلام احمد کی سازش
اور شراکت سے قتل کیا گیا ہے۔ اور ایسا
ہی پورے یقین سے جانتا ہوں کہ یہ پیشگوئی
خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی۔ بلکہ ایک انسانی
منصوبہ تھا۔ جو پیشگوئی کے بہانہ سے عمل
میں آیا۔ اگر میرا یہ بیان صحیح نہیں ہے تو اے
خدائے قادر مطلق اس شخص کا سچ ظاہر
کرنے کے لئے اپنا یہ نشان دکھلا کہ ایک

سال کے اندر مجھے ایسی موت دے۔ کہ جو انسان کے منصوبے سے نہ ہو۔ اور اگر میں ایکسال کے اندر مرگیا۔ تو تمام دنیا یادرکھے کہ میرا مرنا اس بات پر گواہی ہوگی۔ کہ واقعی طور پر یہ خدا کا الہام تھا۔ انسانی سازش نہیں تھی۔ اور نیز یہ کہ واقعی طور پر سچا دین صرف اسلام ہے۔ اور دوسرے تمام مذاہب جیسے آریہ مذہب اور سناتن دھرم اور عیسائی وغیرہ تمام بگڑے ہوئے عقیدے ہیں۔

غرض اس مضمون کی قسم کسی معتبر اور مشہور اخبار میں چھپوانی ہوگی۔ اور یہی قسم قادیان میں آکر جلسہ عام میں کھانی ہوگی۔ اب اگر میں اس وعدہ سے پھر جاؤں۔ تو میرے پر خدا کی لعنت ورنہ تمہارے پر

آپ کی درخواست کے موافق مجھ پر واجب ہوگا کہ میں دس ہزار روپیہ آپکے لئے جمع کردوں۔ اور میری درخواست کے موافق آپ پر واجب ہوگا۔ کہ آپ بلاکم وبیش اسی قسم کا اقرار مؤکد بہ قسم کسی معتبر اور مشہور اخبار میں جیساکہ اخبار عام شائع کرادیں اور جیساکہ میں تسلیم کرچکا ہوں آپ کے اسی چھپے ہوئے اقرار کے پہنچنے کے بعد دو مہینے تک دس ہزار روپیہ جمع کرادونگا۔ اور اگر نہ کراؤں تب بھی کاذب شمار کیا جاؤنگا۔ اور یہ کہنا کہ "ایک سال کو میں نہیں مانتا۔ بلکہ چاہتا ہوں کہ فوراً زمین میں غرق کیا جاؤں۔ یا یہ کہ مہینہ اور تاریخ اور گھنٹہ موت کا مجھے بتلایا جاوے" یہ آپ کے پہلے اقرار کے برخلاف ہے۔ جو سماچار ۳۔ اپریل ۱۸۹۷ء میں کر چکے ہو۔ علاوہ اسکے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوں اس کے حکم سے زیادہ نہیں کہہ سکتا۔ اور نہ کم ہاں اگر میعاد کے اندر کوئی زیادہ تشریح خدا تعالیٰ کی طرف سے کیگئی۔ تو میں اسکو شائع کردونگا۔ مگر کوئی عہد نہیں۔ آپ اگر اپنی پہلی بہادری پر قائم ہیں۔ تو ایک سال کی شرط کو قبول کریں۔ میں یہ اقرار بھی کرتا ہوں کہ صرف اس حالت میں یہ نشان نشان سمجھا جائیگا کہ جب کسی انسانی منصوبہ سے آپ کی موت نہ ہو۔ اور کسی دشمن بداندیش کے قتل کا شبہ نہ ہو غرض یہ بات میرے اقرار میں داخل ہے کہ اگر آپ کی موت قتل یا زہر خورانی کے ذریعہ سے ہوجاوے۔ اور ایسے ہی واقعہ وقوع میں آوے جس میں کسی دشمن کے منصوبہ کا دخل ثابت ہو تو بیشک میں جھوٹا ٹھہرونگا۔ لیکن اگر آپ ہی اپنے قتل ہونیکا باعث ہوجائیں۔ مثلاً کسی بیگناہ کو قتل کریں اور عدالت اس کی عوض میں آپ کو پھانسی دیدے۔ یا کسی وجہ سے خودکشی کرلیں یا زہر کھالیں غرض ایسے امور جن میں دشمن کے منصوبہ کا دخل نہ ہو۔ تو ایسی موت بھی نشان میں داخل ہوگی۔ کیونکہ کسی دشمن کے منصوبہ کا اس میں دخل نہیں ہوگا۔ ہاں اگر یہ بات نہایت صفائی سے ثابت نہ ہو کہ کسی دشمن کے منصوبہ کا آپ کی موت میں دخل نہیں۔ تو نہ صرف یہ کہ آپ کے وارثوں کو دس ہزار روپیہ ملیگا۔ بلکہ شرعاً وقانوناً میں جرم قتل کا مجرم ٹھہرونگا۔

اور یاد رہے۔ کہ اشتہار ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۷ء میں ہمارا یہ قول کہ وہ عذاب کسی انسان کے ہاتھوں اور منصوبہ سے نہ ہو اس سے مراد وہ انسانی منصوبہ ہے جو عداوت اور بدنیتی پر مبنی ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی اپنے جرم کی سزا میں مثلاً بغاوت میں یا قتل عمد میں عدالت کے ذریعہ سے پھانسی کی سزا پاوے یا مثلاً کسی ایسی اپنی دوا کو غلطی سے اندازہ سے زیادہ کھالے جس میں کوئی حصہ زہر کا ملا ہو۔ اور اس سے مرجاوے۔ تو ایسی تمام صورتیں ہمارے بیان سے مستثنیٰ ہیں۔ اور ایسی حالتوں میں بیشک کہا جائیگا۔ کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ گو ہم بدل چاہتے ہیں۔ کہ ایسی حالتوں سے بھی آپ الگ رہیں۔ اور یاد رہے۔ کہ اگر آئندہ اس مطالبہ کے برخلاف آپ کی طرف سے یا آپ کے اور کسی ہم قوم کی طرف سے کوئی اور تحریر شائع ہوئی۔ تو اس کو فضول سمجھ کر اعراض کیا جائیگا۔ اور اگر ۱۰۔ مئی ۱۸۹۷ء تک بذریعہ رجسٹری حسب منشاء جواب مطبوعہ نہ ملا۔ تو پھر آپ قابل خطاب نہیں ٹھہریں گے

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی۔

۱۶۔ اپریل ۱۸۹۷ء

نوٹ یہ ضروری ہوگا کہ آپ میعاد کے آخر دن تک اپنے اس اقرار کے مخالف کوئی تحریر مطبوعہ شائع نہ کریں۔ یعنی بعد اس اقرار کے آپ اپنا مزاد دین اسلام کی سچائی اور دوسرے مذہبوں کے باطل ہونے پر گواہ قرار دیں کوئی ایسا نوشتہ چھپا ہوا شائع نہ کریں جو اس اقرار کے برعکس ہو اور نیز اس بات کا لحاظ ضروری ہوگا کہ جب آپ قادیان میں آکر حسب ہدایت مذکور قسم کھادیں اور حسب برقومہ بالا اقرار کریں تو یہ قسم اور یہ اقرار تین مرتبہ باواز بلند جلسہ عام میں کریں اور ہماری طرف سے آمین ہوگی* اور نیز یہ ضروری ہوگا۔ کہ آپ ہمارے بلانے کے بعد اسی مقررہ تاریخ اور وقت اور دن پر بلاتوقف حاضر ہوجائیں ہاں یہ بھی ضرور ہوگا کہ ہم ایک ہفتہ پہلے بذریعہ ایک رجسٹری شدہ خط کے تاریخ اور وقت اور دن حاضری سے آپ کو اطلاع دیں اور اس جگہ یاد رہے کہ تین اور صاحب گنگا بشن کی طرح قسم کھانے کے لئے درخواست کرتے ہیں

---

* اور وہی دن سال کا پہلا دن بموجب انگریزی مہینوں کے شمار کیا جاویگا۔

ایک صاحب کا نام حکیم سنت رام ہے۔ جو پنڈ دادنخاں سے اور دوسرے صاحب رکھیت رائے اسسٹنٹ سکرٹری آریہ سماج سری گوبندپور ضلع گورداسپورہ سے اسی مضمون کا خط بھیجتے ہیں۔ اور تیسرے صاحب اپنا نام دوستدار بیان کر کے اخبار سنگھ سبھا پنجاب گزٹ امرتسر ۱۵-اپریل ۹۷ء میں قسم کھانے کے لئے مستعدی ظاہر کرتے ہیں۔ اور یہ صاحب بجائے دس ہزار روپیہ جمع کرنے کے دو ہزار پر راضی ہو گئے ہیں سو یہ اُن کی مہربانی اور عنایت ہے۔ لیکن ان تمام صاحبان کو واضح رہے کہ اگرچہ بیشک آپ لوگ بھی معزز اور آریہ قوم کی طرز زندگی کے اعلیٰ نمونہ ہیں۔ لیکن لالہ گنگا بشن صاحب نے سب سے پہلے اس ارادہ کو بذریعہ چند اخبار شائع کیا ہے۔ اس لئے ان کا حق سب پر مقدم ہے۔ اور جب تک لالہ صاحب موصوف ان تمام شرائط سے جو اس اشتہار میں انہیں کی تحریک سے لکھی گئی ہیں گریز اختیار نہ کریں اور میدان سے بھاگ نہ جائیں تب تک ہم دوسری طرف التفات نہیں کر سکتے۔ اور نہ یہ حق دوسرے کو دے سکتے ہیں۔ ہاں اگر وہ خود ان شرائط سے پہلو تہی کریں تو پھر اس صورت میں کوئی دوسرا درخواست کر سکتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ اشتہار اپنی تمام شرائط کے ساتھ تجویز ناطق ہے۔ اور کسی صورت میں کمی بیشی ان شرائط کی جائز نہ ہوگی۔ اور یہ تمام شرائط ہر ایک کے لئے جو میدان میں آوے ایک اٹل قانون کی طرح سمجھی جائیں گی۔ منہ

نوٹ۔ سفیر ہند لاہور ۱۳-اپریل ۱۸۹۷ء میں گنگا بشن صاحب نے ایک اور شرط زیادہ کی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جب میں یعنی یہ راقم حسب قرارداد بصورت جھوٹا نکلنے کے پھانسی کی موت سے مارا جاوے۔ تو میری لاش ان کو یعنی گنگا بشن کو مل جاوے۔ اور پھر وہ اس لاش سے جو چاہیں کریں۔ جلا دیں یا دفن کریں یا اور کارروائی کریں۔ سو واضح رہے کہ یہ شرط مجھے منظور ہے۔ اور میرے نزدیک بھی جھوٹے کی لاش ہر ایک ذلت کے لائق ہے۔ اور یہ شرط درحقیقت نہایت ضروری تھی۔ جو لالہ گنگا بشن صاحب کو عین موقعہ پر یاد آ گئی۔ لیکن ہمارا بھی حق ہے کہ یہی شرط بالمقابل اپنے لئے بھی قائم کریں۔ ہم نے مناسب نہیں دیکھا کہ ابتداءً اپنی طرف سے یہ شرط لگا دیں۔ مگر اب چونکہ لالہ گنگا بشن صاحب نے بخوشی خود یہ شرط قائم کر دی اس لئے ہم بھی تہ دل سے شکر گذار ہو کر اس شرط کو قبول کر کے اسی قسم کی شرط اپنے لئے قائم کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جب گنگا بشن صاحب حسب منشاء پیشگوئی مر جائیں۔ تو ان کی لاش بھی ہمیں مل جاوے تا بطور نشان فتح وہ لاش ہمارے قبضہ میں رہے۔ اور ہم اس لاش کو ضائع نہیں کریں گے۔ بلکہ بطور نشان فتح مناسب مصالحوں کے ساتھ محفوظ رکھ کر کسی عام منظر میں یا لاہور کے عجائب گھر میں رکھا دیں گے۔ لیکن چونکہ لاش کے وصول پانے کے لئے ابھی کوئی حسن انتظام چاہیئے لہذا اس سے زیادہ کوئی انتظام حسن معلوم نہیں ہوتا کہ پنڈت لیکھرام کی یادگار کے لئے جو ۵۰ ہزار یا ۶۰ ہزار روپیہ جمع ہوا ہے۔ اس میں سے ۱۰ ہزار روپیہ بطور ضمانت لاش ضبط ہو کر سرکاری بنک میں جمع رہے۔ اور کاغذات خزانہ میں یہ لکھوا دیا جائے کہ اگر ایک سال کے اندر گنگا بشن فوت ہو گیا۔ اور اس کی لاش ہمارے حوالہ نہ کی گئی تو بعوض اس کے بطور قیمت لاش یا تاوان عدم حوالگی لاش دس ہزار روپیہ ہمارے حوالہ کر دیا جائیگا اور ایسے اقرار کی ایک نقل مع دستخط عہدیدار افسر خزانہ کے مجھے بھی ملنی چاہیئے۔ تا ثانی الحال مطالبہ روپیہ میں بوقت فوت اور واضح رہے کہ اگر گنگا بشن گریز کر جائے۔ تو بجائے اس کے جو اور کوئی آریہ صاحب مقابلہ پر آ دیں ان کو بھی پابندی اس شرط کی اور ایسا ہی دوسری شرائط کی حسب تصریحات مذکورہ بالا ضروری ہوگی۔ اور اگر ہماری لاش پر گنگا بشن صاحب قادر نہ ہو سکیں تو وہ دس ہزار روپیہ جو ہماری طرف سے جمع ہوگا۔ وہ گنگا بشن صاحب کے لئے بطور نشان فتح سمجھا جائیگا۔ اب جانبین کی شرطیں کمال تک پہنچ گئیں آئندہ کسی فریق کو جائز نہ ہوگا۔ جو ان شرائط کو کم یا زیادہ کرے۔ ورنہ اس کی گریز اور شکست متصور ہوگی۔ اور آئندہ ایسے شخص سے ہرگز خطاب نہیں کیا جائیگا۔ منہ"

مندرجہ بالا اشتہار نے چونکہ گنگا بشن صاحب کے لئے شرائط وغیرہ میں ایچ پیچ کر کے پیچھے ہٹنے کی کوئی راہ نہ چھوڑی تھی۔ اس لئے اس نے اپنے آریہ ہونے سے ہی انکار کر دیا۔ اور اس طرح جان چھڑائی۔ چنانچہ اس نے حضرت مرزا صاحب کے مندرجہ بالا اشتہار کے جواب میں "مرزا غلام احمد صاحب کو پھانسی کی خواہش" کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا۔ اور اس میں لکھا کہ:۔

"میں دس ہزار روپیہ جمع نہیں کرا سکتا۔ اور میں آریہ سماج کا ممبر نہیں۔ پھر وہ کیونکر میری امداد کریں گے۔"

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ گنگا بشن قسم کھانے کے لئے ایسا مجبور ہو گیا تھا کہ سوائے اپنے آریہ ہونے کے انکار کرنے کے اور کوئی عذر بھی اس کے پاس نہ رہا تھا لیکن یہ عذر جس قدر نامعقول اور لغو ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ اگر گنگا بشن آریہ نہ تھا۔ تو پھر اسے آریوں کی طرف سے حضرت مرزا صاحب پر لگائے ہوئے الزام کو سچا ثابت کرنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور کیوں وہ اس کام کے لئے تیار ہوا۔ جس کا نام سن کر تمام آریوں کے اندام پر لرزہ طاری تھا۔ لیکن اگر یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ وہ آریہ سماجی

نہ تھا تو کیا جبکہ وہ آریہ سماج کی خاطر اور آریہ صاحبوں کے دعوے کی تائید میں اپنی جان قربان کرنا چاہتا تھا۔ تو آریہ صاحبان کے نزدیک قابل قدر نہیں تھا۔ ضرور تھا کہ ایسے جاں نثار کی ہمدردی کے لئے دس ہزار روپیہ جمع کراتے ان کے لئے کچھ حقیقت نہ رکھتا تھا۔ پھر جبکہ بعض آریہ پرچوں میں ایسے قسم کھانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے کی وجہ سے "ویر آریہ بہادر" کا خطاب بھی مل چکا تھا۔ تو آریہ صاحبان صرف دس ہزار روپیہ کے ایک جگہ جمع نہ کرنے سے اپنی پر شکست کا کلنک کس طرح لگنے دے سکتے تھے۔ پس اس کا یہ لکھنا کہ "میں دس ہزار روپیہ جمع نہیں کرا سکتا۔ اور میں آریہ سماج کا ممبر نہیں سمجھو۔ کیونکہ میری مدد کریں گے" محض فضول عذر تھا۔ اور میدان مقابلہ سے بھاگنے کا حیلہ تھا۔ جس کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا کہ:-

"گنگا بشن صاحب کو دس ہزار روپیہ جمع کرانا کچھ بھی مشکل نہیں کیونکہ اگر آریہ صاحبان کی بھی درحقیقت یہی رائے ہے کہ لیکھرام کا قاتل درحقیقت یہی راقم ہے اور وہ یقین دل سے جانتے ہیں کہ الہام اور اس کا مکالمہ الٰہی سب جھوٹی باتیں ہیں بلکہ اس راقم کی سازش سے وقوعہ قتل ظہور میں آیا ہے۔ تو وہ بخوشی دل لالہ گنگا بشن کو مدد دیں گے اور دس ہزار کیا وہ پچاس ہزار تک جمع کر سکتے ہیں۔ اور وہ یہ بھی انتظام کر سکتے ہیں۔ کہ جو دس ہزار روپیہ مجھ سے لیا جائیگا وہ آریہ سماج کے نیک کاموں میں خرچ ہوگا۔ تو اب آریہ صاحبوں کا اس بات میں کیا حرج ہے کہ بطور ضمانت لالہ جی دس ہزار روپیہ جمع کرا دیں۔ بلکہ یہ تو ایک مفت کی تجارت ہے جس میں کسی قسم کا دھڑکا نہیں۔ اس میں یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ گورنمنٹ کو معلوم رہیگا۔ کہ آریہ قوم کی رضامندی سے یہ معاملہ وقوع میں آیا ہے۔ اور نیز اس علی نشان سے روز کے جھگڑے طے ہو جائیں گے"

یہ تو تھا گنگا بشن کے عذر نامعقول کا جواب اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ بھی لکھ دیا کہ :-

"اگر یہ حالت ہے کہ آریہ قوم کے معزز لالہ گنگا بشن کو اس رائے میں کہ یہ عاجز لیکھرام کا قاتل ہے جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اسی واسطے اس کی ہمدردی نہیں کر سکتے۔ اور جانتے ہیں کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ آخر اس پر خدا کا عذاب آئیگا۔ ہم دس ہزار روپیہ کیوں ضائع کریں۔ تو ایسے جھوٹے کو اپنے مقابلہ پر بلانا جس کی قوم ہی اس کو بد چلن اور دروغگو خیال کرے ایک نااہل کو عزت دینا ہے۔ غرض اگر آریہ صاحبوں کے معزز لوگوں کی میری نسبت یہ رائے نہیں ہے کہ میں لیکھرام کا قاتل ہوں تو اس کے بعد مجھے اس جھگڑے میں پڑنا ضروری نہیں کیونکہ اگر شریف اور معزز آریہ مجھکو اس جرم سے بری سمجھتے ہیں۔ اور ایسی تہمت لگانے والے کو جھوٹا اور کاذب خیال کرتے ہیں۔ تو مجھے کونسی ضرورت ہے کہ ایسے شخص کے مقابلہ کا فکر کروں جس کو پہلے سے اس کی قوم ہی جھوٹا تسلیم کر چکی ہے۔ میں نے لالہ گنگا بشن کو دس ہزار روپیہ دینا اس خیال سے منظور کیا تھا کہ معزز آریہ اندرونی طور پر اس کے ساتھ ہونگے۔ اور وہ بطور وکیل ہوگا۔ سو اگر وہ (گنگا بشن) آریہ قوم کے نزدیک جو اصل مدعی اور لیکھرام کے وارث اور اس کے لئے غیرت رکھتے ہیں اپنی رائے میں سچے ہیں۔ تو ان سے لیکر دس ہزار روپیہ جمع کرا دیں۔ یا اس غیبی امداد والے شخص سے لے لیں جس نے بھاری امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔ یعنی جس کا ذکر انھوں نے اپنے اشتہار میں کیا ہے۔ اگر منظور نہیں تو آئندہ ان کو ہرگز جواب نہ دیا جائیگا اور ان کے مقابل پر یہ ہمارا آخری اشتہار ہے"

اسپر گنگا بشن صاحب کی ترکی تمام ہو گئی۔ نہ تو اس نے اپنی طرف سے دس ہزار روپیہ جمع کرایا۔ اور نہ آریہ صاحبان نے اس کی بجائے یہ رقم فراہم کرنیکا بیڑہ اٹھایا۔ جو ثبوت تھا اس بات کا کہ آریہ صاحبان حضرت مرزا صاحب پر لیکھرام کے قتل کا الزام لگانے والے کو کاذب اور جھوٹا سمجھتے تھے۔ ورنہ کیا وجہ تھی کہ آپ کے یہ اعلان کرنے پر کہ اگر آریوں نے گنگا بشن کے لئے دس ہزار روپیہ جمع نہ کر دیا تو یہ ثبوت ہوگا۔ اس بات کا کہ گنگا بشن کو الزام لگانے میں جھوٹا اور کاذب سمجھتے ہیں۔ اگر آریہ صاحبان اس الزام میں کچھ صداقت سمجھتے تھے۔ تو انھوں نے کیوں دس ہزار جمع نہ کرا دیا۔ جہاں انھوں نے کئی ہزار روپیہ قاتل کے گرفتار کرنے کے لئے انعام مشتہر کیا تھا وہاں دس ہزار کا جمع کرانا ان کے لئے کوئی مشکل نہ تھا۔ نہیں انھوں نے نہ کیا اور اس طرح ان تمام لوگوں کو جھوٹا اور کاذب قرار دیدیا جنہوں نے حضرت مرزا صاحب پر لیکھرام کو قتل کرنے کی سازش کا الزام لگایا تھا یا آئندہ لگائیں گے پس جبکہ پیشتر ازیں اس بات کا نہایت صفائی کے ساتھ فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور وہ فیصلہ خود آریہ صاحبان کا ہی کیا ہوا ہے۔ تو اب آریہ گزٹ کا اسی الزام کو اٹھانا حد درجہ کی نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔ جب گنگا بشن کے اسی الزام لگانے پر آریہ صاحبان نے اس سے کسی قسم کی عملی ہمدردی کا ثبوت نہ دیکر اس کے کاذب اور جھوٹے ہونے کا فیصلہ دیدیا ہے تو یہی فیصلہ آریہ گزٹ کے لئے بھی موجود ہے۔

آئندہ نمبر میں ہم انشاء اللہ پنڈت لیکھرام کے اس واقعہ کی نسبت گورنمنٹ کی اس تحقیقات کا کچھ ذکر کریں گے۔ جس کا تعلق حضرت مرزا صاحب کی ذات سے ہے۔ اور بتائیں گے کہ جہاں گورنمنٹ نے اس معاملہ میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی ہے اور تفتیش میں پوری پوری سعی کی ہے۔ وہاں صرف یہی نہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی ذات اس الزام سے بالکل بری ثابت ہوئی ہے۔ بلکہ اس سے آپ کے منجانب اللہ ہونے کا بہت بڑا نشان ظاہر ہوا ہے۔ اور آپ پر الزام لگانے والے لوگ اپنی بیہودہ سرائی میں بالکل ناکام اور نامراد رہے ہیں۔

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیطرف سے شائع ہوا